(1962_1_560_567)



27 مارچ 1961

## ازعدالت الاعظمیٰ

# ایس۔این۔دت
# بنام
# یونین آف انڈیا

(پی بی گجیند رگڈ کر اور کے این وانچو، جسٹسز)

حکومت کے خلاف مقدمہ۔ نوٹس۔ مدعی کے نام کے عیب۔اثر۔ تحت ضابطہ دیوانی، 1908 (ایکٹ 5 آف 1908)، دفعہ 80--

اپیل کنندہ ایس۔این۔دت اینڈ کو نامی کاروبار کا واحد مالک تھا۔اس نے تحت ضابطہ دیوانی کی دفعہ 80 کے تحت مدعا علیہ کو" ایس۔این۔دت اینڈ کو" کے نام سے نوٹس دیا۔مطلوبہ مدت کے بعد اس نے مدعی کے خلاف مقدمہ دائر کیا جس میں مدعی کو اس طرح بیان کیا گیا: "ایس۔این۔دت اینڈ کو کے نام اور انداز کے تحت چلائے جانے والے کاروبار کے واحد مالک سریندر ناتھ دت۔" مقدمہ اس بنیاد پر خارج کر دیا گیا کہ نوٹس ناقص تھا کیونکہ یہ ایس۔این۔دت اینڈ کو نے جاری کیا تھا نہ کہ مدعی نے۔اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ نوٹس درست تھا کیونکہ ایس۔این۔دت اینڈ کو محض وہ نام اور انداز تھا جس میں ایس این دت کاروبار کرتے تھے اور ایس۔این۔دت اینڈ کو کے نام پر کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ یہ ایک فرم نہیں تھی۔

مانا کہ نوٹس عیب دار تھا اور یہ کہ مقدمہ صحیح طریقے سے خارج کر دیا گیا تھا۔جس شخص نے نوٹس جاری کیا وہ مقدمہ دائر کرنے والے شخص جیسا نہیں تھا۔چونکہ ایس۔این۔دت اینڈ کو اس نام سے مقدمہ دائر نہیں کر سکی اس لیے وہ اس نام سے کوئی درست اور قانونی نوٹس نہیں دے سکی۔ایک درست نوٹس صرف

ایس این دت کے نام پر دیا جا سکتا تھا۔ مدعی کے نام کے حوالے سے نوٹس میں موجود خامی کو سختی سے دیکھنا ہوگا۔

بھاگ چند دگدوسا بنام سکریٹری آف اسٹیٹ برائے انڈین کونسل، (1927) ایل آر 54 آئی اے 338، اے ایل۔اے آر۔ ویلین چیٹیار بنام صوبہ مدراس کی حکومت، (1947) ایل آر 74 آئی اے 223 اور صوبہ بمبئی کی حکومت بنام پیسٹنجی اردشیر واڈیا، (1949) ایل آر 76 ایل اے 85، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

دھیان سنگھ سوبھا سنگھ بنام یونین آف انڈیا، (1958) ایس سی آر 781 اور اسٹیٹ آف مدراس بنام سی پی ایجنسیاں، اے آئی آر (1960) ایس سی 1309، ممتاز۔

کامتا پرساد بنام یونین آف انڈیا، (1957) 55 اے ایل جے 299 اور سکریٹری آف اسٹیٹ بنام ساگرمل مارواڑی، اے آئی آر 1941 پٹنہ 517، نے منظوری نہیں دی۔

دیوانی اپیل دائرہ اختیار: 1958 کی دیوانی اپیل نمبر 191۔

1949 کی پہلی اپیل نمبر 191 میں کلکتہ میں ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر کے 13 فروری 1956 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

بی سین اور سدھو سنگھ، اپیل کنندہ کی طرف سے۔

مدعا علیہ کے لیے ودیا دھر مدھاجن اور ٹی ایم سین۔

27 مارچ 1961 عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

جسٹس وانچو۔ یہ کلکتہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے۔موجودہ مقاصد کے لیے ضروری مختصر حقائق یہ ہیں: اپیل کنندہ، ایس این دت، اس کاروبار کا واحد مالک ہے جسے "ایس۔این۔دت اینڈ کو" کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس نے 1944 میں ضلع نادیہ کے کرشنا گور میں اس نام اور انداز کے تحت یہ کاروبار کیا۔ 17 مئی 1944 کو، ایس۔این۔دت اینڈ کو نے فوجی حکام سے حکم حاصل کیا کہ سیلدہ ریلوے اسٹیشن پر روزانہ 10,000 ٹوکریاں آم فراہم کیے جائیں، 24 مئی 1944 سے روزانہ 1,000 ٹوکریوں کی شرح سے دس دن کے لیے۔فوجی حکام نے بنگال اور آسام ریلوے کے ساتھ اس مقصد کے لیے 22 مئی 1944 سے جیا گنج ریلوے اسٹیشن پر روزانہ تین ویگنوں کی شرح سے 30 ڈھکے ہوئے ویگنوں کی فراہمی کے انتظامات کیے، اور یہ 19 مئی 1944 کو اپیل کنندہ کو مطلع کیا گیا۔ 18 مئی 1944 کو، ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ، سیلدہ نے جیا گنج کے اسٹیشن ماسٹر کو مطلع کیا کہ ٹھیکیدار ایس این دت 22 مئی 1944 سے جیا گنج میں روزانہ تین ویگنوں کی شرح سے آموں کے 30 ویگن بک اور لوڈ کریں گے اور انہیں بکنگ قبول کرنے اور مذکورہ مقصد کے لیے ویگن الاٹ کرنے کی ہدایت کی۔اس کے بعد اپیل کنندہ نے مذکورہ ویگنوں کی فراہمی کے لیے اسٹیشن ماسٹر جیا گنج کے ساتھ معاہدہ کیا اور 21 مئی 1944 سے جیا گنج ریلوے اسٹیشن پر آم کی ٹوکریاں لانا شروع کر دیں۔تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ویگنوں کی باقاعدگی سے فراہمی نہیں کی جاتی تھی، جس کے نتیجے میں سیلدہ تک جو بھی کھیپ پہنچی وہ خراب ہو گئی اور فوجی حکام نے اسے مسترد کر دیا۔ 30 مئی 1944 کو فوجی حکام نے ٹھیکیدار کو مطلع کیا کہ فراہمی کی غیر تسلی بخش نوعیت کی وجہ سے معاہدہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آموں کی مزید 5004 ٹوکریاں نہیں بھیجی جا سکیں، حالانکہ انہیں جیا گنج کے ریلوے اسٹیشن پر ڈھیر کر دیا گیا تھا۔نتیجتاً آم خراب ہو گئے اور انہیں پھینکنا پڑا۔اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ بنگال اور آسام ریلوے انتظامیہ کی جانب سے بدسلوکی، سنگین لاپرواہی اور لاپرواہی کی وجہ سے اسے بھاری نقصان پہنچا ہے۔نتیجتاً اس نے چیف کمرشل منیجر اور ریلوے کے جنرل منیجر کو 84,000 روپے سے زیادہ کے نقصانات کا دعوی پیش کیا۔اس کے بعد 4 نومبر 1944 کو، انہوں نے بنگال اور آسام ریلوے کی نمائندگی کرنے والی کونسل میں ہندوستان کے گورنر جنرل کے سکریٹری کو تحت ضابطہ دیوانی کی دفعہ 80 کے تحت دو نوٹس دیے اور اس کے بعد 21 جولائی 1945 کو 84,000 روپے سے زیادہ کے ہرجانے کا دعوی کرتے ہوئے مقدمہ دائر کیا۔

اس مقدمے کی کونسل میں گورنر جنرل نے مخالفت کی، جس کی نمائندگی اب یونین آف انڈیا کرتی ہے۔ دیگر دفاع جن سے ہمیں موجودہ اپیل میں کوئی تعلق نہیں ہے، یونین آف انڈیا (مدعا علیہ) کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ اپیل کنندہ مقدمہ برقرار رکھنے کا حقدار نہیں تھا کیونکہ تحت ضابطہ دیوانی کی دفعہ 80 کے تحت دو نوٹس درست اور کافی نہیں تھے، لیکن عیب دار تھے۔ جب معاملہ ماتحت جج کے سامنے سماعت کے لیے آیا تو اس نے اس سوال پر اپیل کنندہ کے حق میں فیصلہ دیا کہ آیا ریلوے انتظامیہ کی طرف سے لاپرواہی یا بدانتظامی ہوئی ہے لیکن اس نے اس بنیاد پر مقدمہ خارج کر دیا کہ دفعہ 80 کے تحت دو نوٹس ناقص تھے کیونکہ وہ ایس۔ این۔ دت اینڈ کو کی طرف سے جاری کیے گئے تھے نہ کہ اپیل کنندہ کی طرف سے۔ اس کے بعد ایس این دت کی طرف سے ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی۔ ہائی کورٹ نے ماتحت جج سے اتفاق کیا کہ دفعہ 80 کے تحت نوٹس ناقص تھے اور مقدمہ درست طریقے سے خارج کر دیا گیا تھا۔ مزید خوبیوں پر، ہائی کورٹ ماتحت جج سے متفق نہیں تھی کہ کوئی بھی بدانتظامی یا لاپرواہی ثابت ہوئی ہے جو اپیل کنندہ کو ایک چھوٹی سی کھیپ کے معاملے کے علاوہ کسی بھی نقصان کا حقدار بنائے گی۔ اس لیے اپیل ناکام ہو گئی۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے سرٹیفکیٹ کے لیے درخواست دی جسے مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ خصوصی چھٹی کی درخواست کے ذریعے اس عدالت میں آیا جسے منظور کر لیا گیا؛ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

لہذا اس اپیل میں جو اہم نکتہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا زیر بحث نوٹس تحت ضابطہ دیوانی کی دفعہ 80 کے مطابق تھے؛ اگر وہ نہ ہوتے تو مقدمہ اس شق کی عدم تعمیل کی بنیاد پر ناکام ہو جاتا۔ دفعہ 80 میں دیگر باتوں کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "مرکزی حکومت کے خلاف کوئی مقدمہ اس وقت تک دائر نہیں کیا جائے گا جب تک کہ تحریری نوٹس اس حکومت کے سکریٹری کے دفتر کو فراہم کیے جانے کے بعد اگلے دو ماہ کی میعاد ختم نہ ہو جائے، جس میں کارروائی کی وجہ، مدعی کا نام، تفصیل اور رہائش گاہ اور راحت جس کا وہ دعوی کرتا ہے بیان کیا جائے؛ اور شکایت میں یہ بیان ہوگا کہ ایسا نوٹس اس طرح فراہم کیا گیا ہے"۔ موجودہ معاملے میں عیب نام کے حوالے سے ہے، یہ متنازعہ نہیں ہے کہ نوٹس میں کوئی اور عیب نہیں ہے؛ اور جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا نام میں عیب نوٹس کو غیر موثر بناتا ہے اور اس لیے دفعہ 80 کی بار کے پیش نظر مقدمہ قابل سماعت نہیں ہوتا ہے۔

جہاں تک 1927 کا تعلق ہے، پریوی کونسل کو بھاگ چند دگدوسا بنام سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا ان کونسل ((1927) ایل آر 54 آئی اے 338) میں دفعہ 80 کے صحیح اطلاق پر غور کرنا پڑا

اور کہا کہ دفعہ 80 واضح اور لازمی ہے اور اس میں کوئی مضمرات یا مستثنیات تسلیم نہیں کیے گئے ہیں اور اس کی سختی سے تعمیل کی جانی چاہیے اور یہ ہر قسم کی کارروائی اور ہر قسم کی راحت پر لاگو ہوتا ہے۔ خاص طور پر، نام کے حوالے سے، پریوی کونسل کو اس معاملے پر آل میں غور کرنا پڑا۔ ار۔ ویلین کیٹیار بنام صوبہ مدراس کی حکومت ((1947) ایل آر 74 آئی اے 223)۔ اس معاملے میں مقدمہ دو مدعیوں نے لایا تھا لیکن نوٹس ان میں سے صرف ایک نے دیا تھا۔ پریوی کونسل نے فیصلہ دیا کہ ایسا نہیں کیا جا سکتا اور مشاہدہ کیا کہ" دفعہ 80، اس کے سادہ معنی کے مطابق، اس بات کی ضرورت ہے کہ نوٹس جاری کرنے والے شخص کی شناخت اس شخص کے ساتھ ہونی چاہیے جو مقدمہ لاتا ہے"۔

آخر کار، صوبہ بمبئی کی حکومت بنام پیسٹنجی اردشیر واڈیا (1949) ایل آر 761اے 85) میں پریوی کونسل کو دوبارہ دفعہ 80 کے دائرہ کار پر غور کرنا پڑا۔ اس معاملے میں دو ٹرسٹیز کی طرف سے نوٹس دیا گیا تھا۔ تاہم اس سے پہلے کہ مقدمہ لایا جا سکے، ٹرسٹی میں سے ایک کی موت ہوگئی اور اس کی جگہ دو دیگر ٹرسٹیز نے لے لی۔ یہ مقدمہ تین ٹرسٹیز نے لایا تھا، جن میں سے صرف ایک نے نوٹس دیا تھا جبکہ دو نے نہیں دیا تھا۔ پریوی کونسل نے ایک بار پھر اس بات کا اعادہ کیا کہ دفعہ 80 کی دفعات لازمی ہیں اور ان کی سختی سے تعمیل کی جانی چاہیے۔ اس نے مزید کہا کہ" ضابطہ اخلاق میں کوئی شق نہیں ہے جو ٹرسٹیز کو ٹرسٹ کے نام پر مقدمہ کرنے کے قابل بناتی ہے، کیونکہ کسی فرم کے ممبران فرم کے نام پر مقدمہ کر سکتے ہیں۔ ٹرسٹ کے معاملے میں، مدعی ٹرسٹی ہونے کے پابند ہیں نہ کہ ٹرسٹ اور جہاں دفعہ 80 کے تحت کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا ہے، تمام ٹرسٹیز کے ناموں اور پتے کی وضاحت کرتے ہوئے، دفعہ کی دفعات کی تعمیل نہیں کی گئی ہے اور مقدمہ نااہل ہے۔"

تاہم، اپیل گزار کے لیے فاضل وکیل دھیان سنگھ سوبھا سنگھ اور ایک اور بنام دی یونین آف انڈیا ((1958) ایس سی آر 795 781) پر انحصار کرتا ہے، جہاں درج ذیل مشاہدات پائے جاتے ہیں:—

"اس میں کوئی شک نہیں کہ پریوی کونسل نے بھاگ چند ڈوگاڈوسا بنام سکریٹری آف اسٹیٹ (ایل آر 54 آئی اے 338) میں کہا ہے کہ اس دفعہ کی شرائط کی سختی سے تعمیل کی جانی چاہیے۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نوٹس کی شرائط کی جانچ پڑتال پیڈینٹک انداز میں یا اس انداز میں کی جانی چاہیے جو عقل عامہ سے مکمل طور پر الگ ہو۔ جیسا کہ پولاک سی بی نے جونز بنام نکولس ( 154ای آر 149، 150) میں کہا تھا، ہمیں اس قسم کے نوٹسوں میں تھوڑا سا عام فہم درآمد کرنا چاہیے۔ بیومونٹ سی جے نے

چندولال ویدی لال بنام حکومت بمبئی (ایل آر 1943 بمبئی 128) میں بھی مشاہدہ کیا: کسی کو دفعہ 80 کی تشریح عقل عامہ اور اس مقصد کے حوالے سے کرنی چاہیے جس کے ساتھ اسے منظور کیا گیا ہے۔"

اگلا کیس جس کا حوالہ دیا گیا تھا وہ ریاست مدراس بنام سی پی ایجنسیاں (اے آئی آر (1960) ایس سی 1309) ہے۔ اس معاملے میں سوال یہ تھا کہ کیا دفعہ 80 کے مطابق کارروائی کی وجہ بیان کی گئی تھی، اور اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ کارروائی کی وجہ نوٹس میں بیان کی گئی تھی۔ اس عدالت نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ اس معاملے میں پریوی کونسل کے دو فیصلوں پر غور کرنا ضروری نہیں تھا (جس کا حوالہ ہماری طرف سے پہلے ہی دیا جا چکا ہے) جس میں اس شخص کی شناخت کی ضرورت ہوتی ہے جو مقدمہ لانے والے شخص کے ساتھ نوٹس جاری کرتا ہے۔

اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ ان مشاہدات سے پتہ چلتا ہے کہ پریوی کونسل نے ان معاملات میں جس سختی پر زور دیا ہے اسے اس عدالت نے قبول نہیں کیا ہے۔ تاہم یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عدالت ان مقدمات میں جس عیب سے نمٹ رہی تھی وہ کارروائی اور راحت کے معاملے میں تھی، اور اس عدالت نے نشاندہی کی کہ ایسے حالات میں تھوڑی سی عقل کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ جہاں معاملہ (مثال کے طور پر) راحت یا کارروائی کی وجہ سے متعلق ہے، یہ معلوم کرنے کے لیے عقل عامہ کا استعمال کرنا ضروری ہو سکتا ہے کہ آیا دفعہ 80 کی تعمیل کی گئی ہے۔ لیکن جہاں مدعی کے نام کا سوال ہے، ہماری رائے میں عقل عامہ کے استعمال کی گنجائش بہت کم ہے، کیونکہ یا تو مقدمہ کرنے والے شخص کا نام نوٹس میں ہے یا نہیں۔ عقل عامہ کی کوئی مقدار مدعی کا نام وہاں نہیں رکھے گی، اگر وہ وہاں نہیں ہے۔

لہذا آئیے اس معاملے میں نوٹسوں اور شکایت کی جانچ پڑتال کرتے ہیں کہ آیا یہ مقدمہ اسی شخص کا ہے جس نے نوٹس دیے تھے، کیونکہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نوٹس جاری کرنے والے شخص کی شناخت اس شخص کے ساتھ ہونی چاہیے جو مقدمہ لاتا ہے، یہ کہنے سے پہلے کہ دفعہ 80 کی تعمیل کی گئی ہے۔ اب دونوں نوٹسوں کا متعلقہ حصہ ان شرائط میں تھا:—

"اپنے کلائنٹ میسرس ایس۔ این۔ دت اینڈ کو آف کرشن نگر کی ہدایات کے تحت، میں آپ کو نوٹس دینا چاہتا ہوں کہ میرا مذکورہ کلائنٹ بی اینڈ اے ریلوے انتظامیہ کے خلاف کرشن نگر میں نادیہ کے ماتحت جج کی عدالت میں ہرجانے کا مقدمہ لائے گا۔"

شکایت میں مدعی کی تفصیل ان شرائط میں تھی:—

"سریندر ناتھ دتہ کرشنا نگر، پی ایس کرشنا نگر، ضلع نادیہ کے ایس۔ این۔ دت اینڈ کو کے نام اور

انداز کے تحت چلائے جانے والے کاروبار کے واحد مالک ہیں۔

یہ فوری طور پر واضح ہو جائے گا کہ نوٹس میسرس ایس۔این۔دت اینڈ کو کے نام پر تھے، جبکہ مقدمہ ایس این دت نے میسرس ایس۔این۔دت اینڈ کو کا واحد مالک ہونے کا دعوی کرتے ہوئے دائر کیا تھا۔ اپیل کنندہ کی جانب سے یہ استدعا کی جاتی ہے کہ ایس این دت کے نام پر مقدمہ دائر کرنے کی وجہ میسرس کے واحد مالک کے طور پر ہے۔ ایس۔این۔دت اینڈ کو کا مؤقف تھا کہ میسرس کے نام پر کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایس۔این۔دت اینڈ کو، چونکہ یہ کوئی فرم نہیں تھی ; یہ محض وہ نام اور انداز تھا جس میں ایک فرد، یعنی ایس این دت کاروبار کر رہا تھا۔ اس لیے جو سوال فوری طور پر پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا مقدمہ دائر کرنے والے ایس این دت وہ شخص تھے جنہوں نے نوٹس دیے تھے اور جواب واضح ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایس این دت میسرس کے واحد مالک ہوں۔ ایس۔این۔دت اینڈ کو اس نام اور انداز میں کاروبار کر رہی ہے ; لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ نوٹس ایس این دت کے تھے۔ ان نوٹسوں کو پڑھنے والا کوئی بھی شخص لازمی طور پر اس نتیجے پر نہیں پہنچے گا کہ میسرس۔ایس۔این۔دت اینڈ کو محض وہ نام اور انداز تھا جس میں ایک فرد کاروبار کر رہا تھا۔ نوٹسوں کو پڑھنے سے پہلی نظر میں یہ تاثر ملے گا کہ میسرس۔ایس۔این۔دت اینڈ کو کسی قسم کی پارٹنرشپ فرم تھی اور اس پارٹنرشپ فرم کے نام پر نوٹس دیے جا رہے تھے۔ اس لیے اس معاملے میں نوٹسوں کا شکایت کے ساتھ موازنہ کرنے پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نوٹس جاری کرنے والے شخص کی شناخت مقدمہ لانے والے شخص کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ اگر میسرس۔ایس۔این۔دت اینڈ کو، پارٹنرشپ فرم نہ ہونے کی وجہ سے، اپنے اراکین کی جانب سے اس نام اور انداز میں مقدمہ دائر نہیں کر سکی، ہم نہیں دیکھ سکتے کہ میسرس کیسے۔ایس۔این۔دت اینڈ کو کسی فرد، ایس این دت کی جانب سے اس نام اور انداز میں ایک درست اور قانونی نوٹس دے سکتی تھی۔ جیسا کہ پیسٹنجی اردشیر واڈیا کے معاملے ((1949) ایل آر 1 76 اے 85) میں پریوی کونسل نے نشاندہی کی تھی، کسی فرم کے اراکین کا معاملہ ایک مختلف بنیاد پر کھڑا تھا، کیونکہ کسی فرم کے اراکین فرم کے نام پر مقدمہ کر سکتے ہیں ; لیکن موجودہ معاملے میں میسرس۔ایس۔این۔دت اینڈ کو کوئی فرم نہیں ہے۔ یہ محض وہ نام اور انداز ہے جس میں ایک فرد (یعنی ایس این دت) کاروبار کر رہا ہے اور اگرچہ اس شخص پر بعض حالات میں اس نام اور انداز میں مقدمہ چلایا جا سکتا ہے، لیکن اسے اس نام پر مقدمہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ لہذا، جہاں کوئی فرد کسی نام اور انداز میں کاروبار کرتا ہے تو نوٹس فرد کو اپنے نام سے دینا ہوتا ہے، کیونکہ مقدمہ صرف فرد کے نام سے دائر کیا جا سکتا ہے۔ موجودہ مقدمہ ٹرسٹیز کے

معاملے سے ملتا جلتا ہے جہاں ٹرسٹ کے نام پر مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا؛ یہ صرف ٹرسٹیز کے نام پر دائر کیا جا سکتا ہے اور اس لیے نوٹس ان تمام ٹرسٹیز کے نام پر بھی دیا جانا چاہیے جنہیں مقدمہ دائر کرنا ہے۔ لہذا اس مقدمے میں دیے گئے نوٹسوں کا موازنہ شکایت سے کرتے ہوئے، اور اس بات کو یاد کرتے ہوئے کہ میسرز۔ ایس۔ این۔ دت اینڈ کو کوئی پارٹنر شپ فرم نہیں ہے بلکہ محض ایک نام اور انداز ہے جس میں ایک فرد تجارت کرتا ہے، یہ نتیجہ ناگزیر ہے کہ نوٹس دینے والا شخص مقدمہ کرنے والے شخص کی طرح نہیں ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے اس بات پر زور دیا گیا کہ ریلوے انتظامیہ اس موقف کو جانتی ہے کہ میسرس۔ ایس۔ این۔ دت اینڈ کو محض وہ نام اور انداز تھا جس میں ایک فرد (یعنی ایس این دت) تجارت کر رہا تھا۔ لیکن ہماری رائے میں یہ بھی ایک حقیقت کے طور پر درست نہیں ہے، کیونکہ، جیسا کہ ہائی کورٹ نے نشاندہی کی ہے، ریکارڈ پر ایسے دستاویزات موجود ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ایس این دت نے خود کو میسرس کے شراکت دار کے طور پر پیش کیا۔ ایس۔ این۔ دت اینڈ کو، اس طرح تجویز کرتی ہے کہ ایس۔ این۔ دت اینڈ کو ایک فرم تھی۔ یہی وجہ تھی کہ یونین آف انڈیا کی جانب سے درخواست دائر کی گئی تھی کہ اس مقدمے کو پارٹنر شپ ایکٹ کی دفعہ 69 کے تحت روک دیا گیا تھا کیونکہ یہ فرم رجسٹرڈ فرم نہیں تھی۔

اس سلسلے میں اپیل کنندہ کے وکیل نے ہمیں کچھ ایسے معاملات کا حوالہ دیا جن میں اسی طرح کے حالات میں نوٹس کو دفعہ 80 کے تحت درست سمجھا جاتا تھا۔ یہ مقدمات یہ ہیں: کامتا پرساد بنام یونین آف انڈیا اور سکریٹری آف اسٹیٹ بنام ساگرمل مارواڑی۔ جو ہم نے اوپر کہا ہے اس کے پیش نظر، ہم ان معاملات میں لیے گئے نقطہ نظر سے متفق نہیں ہو سکتے اور ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ ان کا فیصلہ غلط تھا۔ معاملے کے اس تناظر میں، اس اپیل میں کوئی طاقت نہیں ہے اور اسے اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔



Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document